84291 ـ فٹ بال کے کھلاڑی سے شادی کرنا

سوال

کیا جرمنی کی فٹ بال ٹیم کے کھلاڑی سے شادی کرنا حلال ہے یا حرام ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

فٹ بال کا کھیل کچھ شروط کے ساتھ کھیلنا جائز ہے:

پہلی شرط:

یہ کھیل مال پر نہ کھیلا جائے، نہ تو دونوں ٹیموں کی جانب سے ہو، اور نہ ہی کسی ایک ٹیم کی جانب سے، اور نہ ہی کسی تیسری طرف سے؛ کیونکہ عوض یا انعام میں یہ مال دینا جائز نہیں، صرف ان معین مقابلہ بازی میں ہی مال دینا جائز ہے جو جہاد میں تقویت کا باعث ہوں.

کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" نیزہ بازی، یا گھڑ سواری، یا شتر سواری کے مقابلہ کے علاوہ کسی اور میں انعام نہیں ہے "

سنن ترمذی حدیث نمبر (1700) سنن نسائی حدیث نمبر (3585) سنن ابو داود حدیث نمبر (2574) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (2878) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ابو داود میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

حدیث میں استعمال کلمہ " السبق " کا معنی عوض یا انعام ہے.

اور " النصل " تیر کو کہتے ہیں.

اور " الخف " سے مراد اونٹ ہے.

اور " الحافر " سے مراد گھوڑا ہے.

بعض اہل علم نے ان تین اشیاء کے ساتھ ہر اس چیز کو ملحق کیا ہے جو جہاد اور نشر دین میں ممد و معاون ثابت ہوں، مثلا قرآن مجید، اور حدیث اور فقہ میں انعامی مقابلہ کرنا، تو اس میں انعامات دینے جائز ہیں.

اس بنا پر دو یا زیادہ ٹیموں میں سے کامیاب ہونے والی فٹ بال ٹیم کو انعام میں دی جانے والی وغیرہ نہ تو لینی جائز ہے، اور نہ ہی دینی ائز ہے، یہ حرام میں شامل ہوتی ہے.

دوسری شرط:

اس میں کوئی حرام کام مثلا بے پردگی اور ستر ننگا کرنا نہ پایا جائے، اور مرد کا ستر ناف سے لیکر گھٹنے تك ہے، اور یہ تو سب کو معلوم ہے کہ فٹ بال کھیلنے والے کھلاڑی اپنی رانیں بھی ننگی رکھتے ہیں، اور یہ حرام ہے.

تیسری شرط:

یہ کھیل کھلاڑی کو کسی حرام کام کے ارتکاب کا باعث نہ بنے، مثلا نمازوں کو ضائع کرنا، اور جمعہ اور نماز باجماعت رہ جانا، ہم افسوس کے ساتھ یہ کہینگے کہ: کلبوں میں کھیلنے والے ان کھلاڑیوں کی میچ کی وجہ سے اکثر نماز رہ جاتی ہے، اور یہ سب کو معلوم ہے کہ نماز کو بغیر کسی عذر وقت سے موخر کر کے ادا کرنا کبیرہ گناہ ہے، اور سلف کی ایك جماعت سے منقول ہے کہ جو شخص جان بوجھ کر عمدا ایسا کرتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے، اس لیے اس سے اجتناب کرنا بہت ضروری ہے.

یہ اس کھیل کو فی ذاتہ دیکھنے کے اعتبار سے تھا، لیکن اس کھیل کے میچ رکھنے، اور ٹورنامنٹ منعقد کروانا، اور اس میں مال خرچ کرنا اور لوگوں کو اس میں مشغول کرنا، اور اس کی بنا پر اوقات ضائع کرنا، اور اس کی وجہ سے تعصب کو زندہ کرنا، اور اس وجہ سے ہی مسلمان یا کافر، یا نیك و فاجر کو عزت و تکریم سے نوازنا، حتی کہ کھلاڑی لڑکے اور لڑکیوں کے لیے مثال اور نمونہ اور آئیڈیل بن جائے؛ تو اس کو منع کرنے اور روکنے میں کوئی شك و شبہ نہیں رہ جاتا؛ کیونکہ امت کو اس میں کئی ایك مصائب، اور جہالت و تخلف کا سامنا ہے، جو اس کھیل میں مشغول ہونے سے کافی ہیں، جس میں لوگوں کا کئی ملین خرچ کر کے ضائع کر دیا جاتا ہے.

شیخ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اس طرح کے ورزشی کھیلوں میں اصل تو جواز ہی ہے جبکہ یہ کھیل کوئی مقصد اور ہدف رکھے، اور غلط اشیاء سے بری ہو، جس طرح ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب " الفروسیۃ " میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے، اور شیخ تقی الدین ابن تیمیہ رحمہ اللہ وغیرہ نے بھی اسے بیان کیا ہے، اور اگر اس میں جہاد اور کر و فر یعنی حملہ کر کے نکلنے اور دوبارہ حملہ کرنے اور جسم میں چستی پیدا کرنے کی تدریب اور ٹریننگ ہوتی ہو، اور دائمی امراض کا قلع قمع اور روح کے لیے معنوی تقویت کا باعث بنے، تو اس وقت یہ مستحبات میں شامل ہو گا جب کھلاڑی کی نیت اچھی ہو، اور

سب كے ليے شرط ہے كہ يہ بدن اور جان كے ليے نقصان دہ نہ ہو، اور نہ ہى اس كے نتيجہ ميں بغض و عداوت پيدا ہو جو كہ عام كھلاڑيوں كے مابين پيدا ہونے كى عادت ہوتى ہے.

اور اس سے اہل اعمال سے انسان كو مشغول نہ كر دے، اور نہ ہى اللہ تعالى كے ذكر اور نماز سے روكے اور اس ميں مانع نہ ہو.

ليكن جو شخص بھى آج كل كى كھيلوں پر غور كريگا اور جس حالت ميں آج كھلاڑى ہيں تو انہيں ديكھے گا كہ وہ بہت سے ايسے كام كرتے ہيں جو اس بات كے متقاضى ہيں كہ ان سے ركا اور اجتناب كيا جائے، يہ تو اس كے علاوہ ہے جو اس كھيل ميں پايا جاتا ہے كہ اس كى بنا پر لوگ دو گروہوں ميں بٹ جاتے ہيں، اور جيتنے اور ہارنے والوں كے مابين حقد و كينہ اور بغض پيدا ہوتا ہے، يہ اس ٹيم كے حمايتيوں كا گروہ ہے، اور وہ دوسرى ٹيم كے حمايتى، جيسا كہ ظاہر ہے، اور اس كے ساتھ اس كھيل ميں كھلاڑيوں ميں تصادم اور جھگڑے كى صورت ميں جسم كو بھى نقصان اور ضرر پہنچتا ہے، تو كھيل ختم ہونے تك كسى نہ كسى كھلاڑى كو كوئى زخم آ چكا ہوتا ہے، يا اس كى كوئى ہڈى ٹوٹ چكى ہوتى ہے، يا پھر وہ بےہوش ہو چكا ہوتا ہے، اس ليے وہاں ايمبولينس گاڑياں بھى ہر وقت تيار كھڑى ہوتى ہيں.

اور اس ميں يہ بھى شامل ہے كہ يہ ميچ اس وقت كروائے جاتے ہيں جب نماز كا وقت ہو، جس كى بنا پر كھلاڑيوں اور ميچ ديكھنے والوں كى نماز ميں تاخير ہو جاتى ہے.

اور يہ بھى ہے كہ: كھلاڑيوں كا اس بنا پر حرام كردہ ستر ننگا ہوتا ہے مرد كا ستر گھٹنے سے ليكر ناف تك ہے، اس ليے آپ ديكھتے ہيں كہ ان كا لباس آدھى ران تك ہوتا ہے اور نيكر پہن ركھى ہوتى ہے، اور بعض نے تو اس سے بھى كم پہنا ہوتا ہے.

اور يہ معلوم ہے كہ ران ستر ميں شامل ہوتى ہے، كيونكہ حديث ميں ہے:

" اپنى ران ڈھانپ كر ركھو، كيونكہ ران ستر ميں شامل ہوتى ہے "

سنن ترمذى حديث نمبر (2797) علامہ البانى رحمہ اللہ نے اسے صحيح قرار ديا ہے.

اور ايك حديث ميں نبى كريم صلى اللہ كا على رضى اللہ تعالى عنہ كو فرمان ہے:

" اپنى ران ننگى نہ كرو، اور نہ ہى كسى زندہ اور مردہ كى ران كو ديكھو "

سنن ابو داود حديث نمبر (4015).

واللہ تعالی اعلم. انتہی.

ماخوذ از: فتاوی الشیخ محمد بن ابراہیم جلد نمبر (8) سوال نمبر (1948).

اور شیخ رحمہ اللہ یہ بھی کہتے ہیں:

" اب فٹ بال کھیلنے والا کئی ایک برے کام کرتا ہے جس کا تقاضا ہے کہ اس کھیل سے روکا جائے، ان ممنوعہ امور کا خلاصہ ہم ذیل میں پیش کرتے ہیں:

اول:

ہمارے نزدیك یہ ثابت ہو چکا ہے کہ یہ کھیل نماز کے اوقات میں کھیلا جاتا ہے، جس کے نتیجہ میں کھلاڑیوں اور میچ دیکھنے والے یا تو نماز ترك کر دیتے ہیں، یا پھر نماز باجمات ادا نہیں کرتے، یا پھر اس کی ادائیگی میں تاخیرکرتے ہیں.

اور بغیر کسی شرعی عذر کے نماز کی وقت پر ادائیگی، یا نماز باجماعت کی ادائیگی میں حائل ہونے والے عمل کے حرام ہونے میں کوئی شك و شبہ نہیں ہے.

دوم:

اس کھیل کی طبعیت میں شامل ہے کہ یہ لوگوں اور کھلاڑیوں کو گروہوں میں تقسیم کر دیتا ہے، یا پھر فتنہ و فساد اور سینوں میں بغض و حقد اور کینہ پیدا کرتا ہے، اور یہ نتائج اس چیز کے برعکس ہیں جس کی اسلام دعوت دیتا ہے، کہ لوگ آپس میں پیار و محبت اور بھائی چارہ سے رہیں، اور اپنے دلوں کو حسد و بغض اور کینہ و نفرت سے پاك صاف رکھیں.

سوم:

اس کھیل میں کھلاڑی کے جسم اور بدن کو کھلاڑیوں کے تصادم اور جھگڑا کی بنا پر خطرہ رہتا ہے، جس کا اوپر بیان ہو چکا ہے، اکثر طور پر جب کھلاڑي میچ سے فارغ ہوتے ہیں تو ان میں سے کوئی نہ کوئی کھیل کے میدان میں بے ہوش کر گرا ہوتا ہے، یا اس کی ٹانگ یا بازو ٹوٹا ہوتا ہے اور اس کی صداقت کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ میچ کے دوران ایمبولینس گاڑی وہاں ضرور موجود ہوتی ہے، جو میچ کے وقت ان کے بالکل قریب کھڑی کی جاتی ہے.

چہارم:

اوپر جو کچھ بیان ہوا ہے اس سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ ورزش والی کھیلوں کی مباح ہونے کا مقصد اور غرض و غایت بدن اور جسم میں چستی اور پھرتی پیدا کرنا، اور جھاد کی ٹریننگ، اور دائمی امراض کا قلع قمع ہے.

لیکن اب فٹ بال کا کھیل اس میں کوئی بھی ہدف نہیں رکھتا، کیونکہ اس میں وہ کچھ ممنوعہ کام شامل ہو چکے ہیں جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے، اس میں باطل طریقہ پر مال خرچ کیا جاتا ہے، اس کے علاوہ بدن کو زخم آتے ہیں، اور کھلاڑیوں اور میچ دیکھنے والوں کے دلوں میں بغض و کینہ پیدا ہوتا ہے، اور فتنہ و فساد مچتا ہے.

بلکہ معاملہ تو اس سے بھی بڑھ کر بعض مشاہدین کی جانب سے کسی نہ کسی کھلاڑی کو قتل یا اس پر زیادتی تك جا پہنچتا ہے، جیسا کہ کئی ماہ قبل ایك ملك اور علاقے میں دوران میچ ہوا بھی ہے، بس یہی ایك چیز اس کھیل کو روکنے کے لیے کافی ہے.

اللہ تعالی ہی توفیق بخشنے والا ہے " انتہی.

اور شیخ رحمہ اللہ کا یہ بھی کہنا ہے:

" جو چیز تقویت دیتی ہے: جب مرتب اور مخصوص شکل میں ہو (جیسا کہ کلبوں میں ہے) تو مطلقا اس سے منع کرتا ظاہر ہے، تو اس میں نفس کا ضیاع اور اللہ کے ذکر سے روکنا پایا جاتا ہے، تو اس طرح یہ قمار بازی کے قریب ہوا، اور انہوں نے اسے ورزش کا نام دے رکھا ہے، حالانکہ یہ کھیل ہے اور جھادی امور اس طرح کے نہیں ہوتے، اور اس کھیل کو کھیلنے والوں میں چاہے خفت اور نرمی پائی جاتی ہے، لیکن وہ اس کے علاوہ کسی اور کام میں تھکاوٹ پر صبر نہیں کر سکتے.

پھر اس میں کچھ دوسری ایسی چیزیں بھی داخل ہوتی ہیں جو اس میں عوض بنا دیتی ہیں، اور یہ جوا اور قمار بازی ہے، اور شریعت مطہرہ نے تو عوض اور انعام صرف ان مقابلوں میں رکھا ہے جو دین کی تقویت اور دین میں معاونت کا باعث ہوں، اگر دین کو تقویت ملتی ہو تو اس میں مقابلہ اور انعام کے ساتھ کھانا کھایا جا سکتا ہے.

اور حدیث بیان ہوا ہے کہ:

" نیزہ ، اور گھوڑے، اور اونٹ کے علاوہ کسی میں انعام نہیں "

حدیث میں بیان کردہ تین اشیاء پر قیاس کرتے ہوئے وہ چیز جو دین کی تقویت کا باعث ہو.

اور شیخ رحمہ اللہ کا یہ بھی کہنا ہے:

" لیکن ایك یا دو شخص گیند کو لڑھکاتے پھریں، اور اس کے ساتھ غیر منظیم کھیل کھیلیں تو اس میں کوئی حرج نہیں،

کیونکہ اس میں کوئی ممنوعہ کام نہیں ہے.

واللہ تعالی اعلم " انتہی.

سوال نمبر (1949).

دوم:

جب یہ ثابت ہو چکا تو ہم آپ کو یہ نصیحت کرتے ہیں کہ آپ اس کھلاڑی سے شادی مت کریں جو فٹ بال کھیلنے میں مشغول ہے، حتی کہ وہ اس کھیل کو چھوڑ نہ دے، چاہے وہ کسی کلب کی طرف سے کھیلتا ہو یا باہر بھی کھیلتا ہو، خاص کر جب اس کے نتیجہ میں آپ کو اس کے ساتھ رہنے کے لیے کفریہ ممالك میں رہنا پڑے، جہاں آپ اپنے اور اپنی اولاد کو فتنہ و فساد سے نہیں بچا سکینگی، اور آدمی کے لیے کھیل کے ماحول میں اپنے دین کی بھی حفاظت کرنی مشکل ہو جاتی ہے، اور خاص کر کفار کے ممالك میں تو اور بھی مشکل ہے!!

مشرك اور کفار ممالك میں رہائش اختیار کرنے کے حکم کے متعلق آپ سوال نمبر (13363) کے جواب میں دیکھ سکتی ہیں.

واللہ اعلم .